کٹتے ہیں۔

یہ تو ایک انگلش میڈیم سکول (جس کا عملہ مسلمان اساتذہ پر مشتمل ہے) میں پڑھائی جانے والی ایک کتاب کا حال ہے۔ ملک کے اندر عیسائی مشنری کے تحت چلائے جانے والے اداروں میں پڑھائی جانے والی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

سوال یہ ہے کہ:

- اس قسم کی کتابیں ملک میں لانے، چھپوانے، تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کی سفارش کون لوگ کرتے ہیں؟
- کیا ایسے تعلیمی اداروں کے پرنسپل اور اساتذہ مسلمان نہیں ہیں؟
- کیا ملک کے نام نہاد ماہرین تعلیم اور تہذیب وتمدن کے بزرجمہروں کو جن کی بدولت تعلیم کے مذبح میں ہر سال کتنے ہی بچے ذبح ہو رہے ہیں۔ یہ باتیں دکھائی نہیں دے رہیں؟

یا یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ نئی نسل کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

مرزائے قادیاں

مرزائے قادیاں رہبر نہ تھا!
دم بریدہ مرزا احقر نہ تھا؟
اور غلام احمد فرنگی راج میں!
سامراجی پالتو افسر نہ تھا!

درسِ وفا

بھلا کیا دیں گے وہ درسِ وفا
جو یورپ کا تھوڑا کھا رہے ہیں
یہ تہذیب نوی کی راہ تاریک
کہ مصلح بھی اسی پر جا رہے ہیں

شاعر احرار قمر الحسینی

ہم نفس،

ایک تبلیغی دورہ کی مختصر روداد

جامعہ خیر المدارس ملتان کے دورِ اول کے استاذِ گرامی حضرت قاری حضرت قاری محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حافظ شفیق الرحمٰن نے راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع میں مختلف مقامات پر ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ کی تقاریر و خطابات کا پروگرام ترتیب دیا جس کے مطابق ۲۰ مارچ پنڈ مہری، ۲۱ مارچ بھوئی گاڑ، ۲۲ مارچ ڈھوک سعتو اور ۲۳ مارچ کو حسن ابدال میں آپ نے بڑے دینی اجتماعات سے خطاب کیا۔

بھوئی گاڑ میں انجمن ربانیہ کی روحِ رواں مولانا حسین احمد سلمہٗ نے سارا ذمہ اٹھایا اور پورے علاقہ میں اس تبلیغی پروگرام کی کامیابی کے لئے ان تھک کام کیا۔ بھوئی گاڑ بہت پرانا تعلیمی و تبلیغی مرکز ہے یہیں سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسبِ فیض کیا۔ اسی جگہ حضرت مولانا احمد جی میرے شریف والے نے حصولِ علم کی منزلیں طے کیں۔ حضرت مولانا فیروز الدین ہزاروی نے بھی اسی مرکزِ علم و آگہی سے کسبِ کمال کیا۔ حضرت مولانا شمس الدین سکنہ درویش نے بھی فکر و روح کی بالیدگی اسی چشمۂ رشد و ہدایت سے حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی اور حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہیں سے فیض یاب ہوئے اس مرکز نور و عرفاں کے بانی حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کے بعد ان کے جانشین حضرت مولانا عبدالنبی المعروف فقیر باباجی رحمۃ اللہ علیہ علم و رشد بانٹتے رہے پھر مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وراثت کو سنبھالا اور پورے علاقہ میں نورِ فکر پھیلایا۔ مولانا عبدالحی صاحب اس

علاقہ میں مجلسِ احرارِ اسلام کی روحِ رواں تھے مولانا نے بیک وقت تدریس، تبلیغ اور علاقہ کے جابر وڈیروں کے خلاف محاذ پر مضبوط کام کیا آپ نے عقائد، اعمال اور اخلاق حسنہ کی ترویج واشاعت میں اپنے اسلاف کی روشن روشوں کو زندگی بھر جگمگائے رکھا اور اس کی تابندگی کو مدھم نہ ہونے دیا آپ کی زندگی میں اکابر احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مولانا عبد الرحمٰن میانوی نے تبلیغ عقائد اور اصلاح رسوم کے سلسلہ میں مسلسل مہینہ مہینہ علاقے میں کام کیا۔ اٹک کے اس علاقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ بیک وقت اٹک، راولپنڈی اور ہزارہ کا بارڈر ہے یہاں تمام علاقوں کے لوگ بآسانی پہنچ کر اکابر احرار کے خطاب سے فیض یاب ہوتے رہے۔ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی اولاد نیک نہاد نے اس عمل خیر کو جاری رکھا ہوا ہے مولانا مرحوم کے سب سے بڑے فرزند حکیم احمد حسن قریشی صاحب سابق ممبر طبی بورڈ بلند پایہ طبیب ہیں فکرِ رسا رکھتے ہیں بالخصوص صحابہ رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق وہدایت ہونے کے سلسلہ میں پورے علاقہ میں اہلِ حق کے سرخیل ہیں۔ قاری محمود الحسن متقی وزاہد بزرگ ہیں۔ مولانا حسین احمد ان کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں اور وہ اس علاقہ میں اس عظیم دینی ورثہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ہیں اللہ انہیں کامیاب کرے آمین! سید عطاء المحسن بخاری کے اس تبلیغی سفر کی کامیابی کا سہرا مولانا حسین احمد کی مساعی کا نتیجہ ہے۔

بھوئی گاڑ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی چھاؤنی تھی جب بھی پولیس والے مولانا کا تعاقب کرتے تو مولانا بھوئی گاڑ پہنچ کر اس کی جغرافیائی تقسیم سے بھرپور فائدہ اٹھاتے چاروں سمتوں میں اٹک، پنڈی، ہزارہ کا قرب ضلع بندی کے احکام کا منہ چڑانے کا سامان پیدا کرتا حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی خانقاہِ سراجیہ کندیاں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مضبوط منسلک بزرگوں میں سے تھے اور اس طرف انہیں مائل کرنے والے بزرگ حضرت مولانا شمس الدین (سکنہ درویش) ہیں مولانا شمس الدین حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ سے بیعت ومجاز بیعت ہیں بڑے بلند پایہ عالم ہیں۔ سیرتِ خلفاء اسلام، داڑھی کی شرعی حیثیت (اردو، عربی) بنو ہاشم اور اولاد رقیہ پر تحقیق کر رہے ہیں۔

سید عطاء المحسن بخاری کی بھوئی گاڑ میں آمد کا سن کر بنفسِ نفیس تشریف لائے بہت دیر

بیٹھے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے اور تاریخ کی ستم ظریفیوں کے سیاہ پردوں کو چاک چاک کرتے رہے۔ آپ نے بہت سے موضوعات پر اپنی تحریروں کو نقیبِ ختمِ نبوت کے لئے ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا اللہ انہیں سلامت رکھے اور اپنے دینِ متین کا کام لیتا رہے اور ہم ایسے ان کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین!

سید عطاء المحسن بخاری نے صحابہ کی حیثیت و مرتبہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ صحابۂ کرام پر نقد و نظر کے قائل پہلے اپنی حیثیت بتائیں کہ ان کا اپنا شرعی مقام کیا ہے؟ صحابۂ کرام تو مجتہدِ مطلق ہیں اگر خدانخواستہ ان سے اجتہاد میں خطاء کا صدور بھی ہو جائے تو انہیں اس خطاء پر بھی ثواب ملے گا پھر صحابہ اس خطاء میں مؤاخذۂ دنیا و عقبیٰ میں بری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منصبی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری انہیں رذائل اور ذمائم سے پاک کرنا بھی ہے۔ آپ نے اولادِ ابراہیم اور آلِ اسمٰعیل علیہما السلام کو تیئس ۲۳ برس پاک کیا۔ وہ تمام پاک اور راشد ہیں، متقی و مُفلح ہیں، صادق و فائز ہیں مُوثر و قانت ہیں۔ اللہ پاک کو جس قسم کا انسان مطلوب تھا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں ویسا بنایا اسی وجہ سے وہ ہماری گرفت سے بالا و ماوراء ہیں۔ مجتہد پر غیر مجتہد کو تنقید و گرفت کا حق کیسے ہے؟ غیر مجتہد کس شرعی دلیل سے صحابہ پر محاکمہ کرنے کا مجاز ہے۔ تمام دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد صحابہ کے مشاجرات اور ان کے مجتہدانہ اعمال اور فیصلوں پر کیسے حَکَم بن سکتے ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی حَکَم بننے کی کوشش کرے تو غلط اور یہ لوگ حَکَم بنیں تو درست۔ ایک ہی عمل ایک کے لئے حلال دوسرے کے لئے حرام۔

؎ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

صحابۂ کرام نبوتِ محمدیہ کے شاہدِ عادل ہیں اور حضور علیہ السلام صحابہ کے ایمان، اعمال، اخلاق پر شاہدِ عادل و کامل۔ حضور علیہ السلام نے اپنی ۲۳ برس کی مساعیٔ رسالت پر گواہی مانگی اور ان کی شہادت پر اپنی مُہرِ تصدیق ثبت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا میں ہی اپنے جنتی ہونے کا فیصلہ سن کر گئے ہیں وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی

ان میں سے ہر ایک سے حُسنِ عاقبت کا وعدہ لیا گیا ہے جب کہ دیوبندی،
بریلوی اور غیر مقلدوں کے لئے دنیا میں کوئی وعدہ نہیں بلکہ ان کا معاملہ معلق
ہے۔ بروزِ محشر وزنِ اعمال کے بعد جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا اور صحابہ کے لئے جزائے خیر
اور حسنِ عاقبت کا فیصلہ ہو چکا ہے"۔

آپ نے مزید کہا کہ

"اس دور کے مولوی پیر محقق کون ہوتے ہیں جو صحابہ کے اجتہاد کو پرکھیں
اور کہیں کہ صحابہ کا اجتہاد خطا پر عناد پر مبنی ہے اور یہ کہ بعض صحابہ صورۃً باغی ہیں
حقیقۃً نہیں۔ یہی بات سید مودودی نے کہی ہے وہ غلط کیسے اور آپ صحیح کیسے؟
سید صاحب اور تمام دورِ حاضر کے نام نہاد محقق خود صحابہ کے باغی اور بغض و عناد
صحابہ کے مرض میں مبتلا ہیں اور امت میں فساد کے ذمہ دار ہیں۔ ہم ان لوگوں سے
بری ہیں اور دنیا و آخرت میں ان سے بیزار ہیں"۔

آپ نے کہا کہ:

"سیدنا علی جب جنگِ جمل سے واپس ہوئے تو ابو سلام دالانی نے پوچھا کہ
قصاص کے سلسلہ میں جن لوگوں نے مطالبے کی ٹھانی ہے کیا ان کے پاس کوئی
حجت ہے تو سیدنا علی نے فرمایا کہ ہاں پھر پوچھا آپ نے جو تاخیر کی ہے قصاصِ
عثمان میں اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی حجت ہے تو آپ نے فرمایا ہاں پھر
آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ

اَیُّهَا النَّاسُ اَمْسِكُوْا عَنْ هٰؤُلَاءِ	کہ لوگو قصاصِ عثمان کا مطالبہ
الْقَوْمِ اَيْدِيَكُمْ وَاَلْسِنَتَكُمْ	کرنے والوں سے اپنے ہاتھ اور
(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۰/۲۳۹)	زبانیں روکو۔

غور کیجئے جو لوگ اس حادثہ میں شریک ہیں انہیں تو حکم ہو رہا ہے کہ یہ لوگ حق پر
ہیں اور میں بھی حق پر ہوں تم اپنی زبانیں اور ہاتھ روک لو۔ لیکن جو لوگ پندرہویں
صدی میں ہیں وہ اس خرافات میں مبتلا ہیں کہ وہ حق پر نہیں تھے اور وہ معاذ

باغی تھے اور وہ خطاء اجتہادی کے پیکر تھے اور وہ خطاء[1] عنادی کے مرتکب تھے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ان پاکستانی اور ہندوستانی محققین کو سیدنا علی کا نہ تو فیصلہ قبول ہے اور نہ ان کا حکم ماننے کو تیار ہیں ۔ انہیں اپنی ذات، اپنی سوچ، اپنا ذکر اور اپنا طرزِ عمل تو حق نظر آتا ہے اور صحابہ کا عمل بغاوت عناد اور غلط دکھائی دیتا ہے نہ جانے یہ کیسے اہلِ حق ہیں ۔"

آپ نے کہا کہ :

"صحابہ کے عہدِ گرامی کے بعد قیامت تک جتنے لوگ بھی ہیں وہ کتنے اونچے درجے کے محدث، مفسر، فقیہ، صوفی، مؤرخ، جارح و ناقد ہی کیوں نہ ہوں ان کی اپنی مغفرت موقوف ہے صحابہ کی اتباع پر اور صحابہ کے بارے میں احسن رویہ اور حُسنِ ظن پر جو مولوی پیر اور جماعتوں کے امیر قصاصِ عثمان کا مطالبہ لے کر اٹھنے والے صحابہ کے بارے میں یہ رویہ اور لب و لہجہ اپنائیں اور صحابہ کے بارے میں خود حَکَم بن کے یہ فیصلہ کریں کہ وہ لوگ باغی تھے مگر صورتاً انہوں نے خطا کی تھی مگر عناد پر مبنی خطا تھی اور یہ کہ فلاں حق پر تھا اور فلاں حق پر نہیں ان کی بخشش تو معرضِ خطر میں ہے اور اس طریقِ کار کا مطلب یہ ہوا کہ اصل اہلِ حق یہ دیوبندی، بریلوی غیر مقلد محقق ہیں اور ان کی تحقیقات اور فیصلے حق ہیں صحابہ کا اجتہاد حق نہیں ۔ افسوس صد افسوس !"

آپ نے کہا کہ :

"حضرت معاویہ و حضرت عائشہ اور ان کے تمام ساتھی عین حق پر تھے ۔ حق کا اس سے بڑا علم بردار آسمان نے پھر کبھی نہ دیکھا کہ جن کی ذات پر امتِ محمدیہ کے دو متحارب فریق جمع ہو گئے ۔ اجماعِ امت کی اس سے بڑی مثال صرف صدیقِ اکبر کی امامت و خلافتِ بلافصل کے انعقاد کے موقع پر نظر آتی ہے ۔ حضرت معاویہ وہ عظیم صحابی ہیں کہ جن کی خلافت کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جن کی

[1] : البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۳